بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نارجیلتان فاروق کالج

ربِ غفور کا ارشاد ہے ولکل درجات بما عملوا (سورۃ احقاف) ہر شخص کے درجات اسکی عملی جدوجہد کے تناسب سے متعین کئے جاتے ہیں۔ ایک اور فرمانِ الٰہی ہے۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ (سورۃ النجم) اِنسان جس قدر کوشش کرے گا اسی قدر پائے گا

تدبیر کے دستِ زریں سے تقدیر درخشاں ہوتی ہے
قدرت بھی مدد فرماتی ہے جب کوشش انساں ہوتی ہے

مسلسل جدوجہد کا نتیجہ ہمیشہ سے کامیابی و کامرانی رہا ہے۔ تاریخ انسانیت میں اگر کہیں اس مسلمہ حقیقت کے خلاف نتیجہ برآمد ہوا ہے تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ تدبیر میں اخلاص کی کمی یا معدومیت ناکامی کا سبب بنی ہوئی ہیں یا کامیابی کی راہ میں خود غرضی، کوتاہ نظری، ناعاقبت اندیشی یا غلط کاری خلل انداز واقع ہوئی ہیں۔ مشیتِ ایزدی کے بغیر کوئی کام کبھی ہو نہیں پاتا۔

یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اس کا ہرگز یہ مطلب ہو نہیں سکتا ہے کہ انسان تقدیرِ الٰہی کی آڑ لے کر بے عمل بن بیٹھے؟ یہ خود فریبی ہے۔ حیاتِ انسانی کی ضروریات و لوازمات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے تیار کر رکھے ہیں۔ اس کے اسرار و رموز سے بے خبر ہو کر جلد بازی میں یاس و حرماں کے الفاظ کی بکواس کی جائے گی۔ کفرانِ رحمت تصور کیا جائے گا۔

ہر ایک مقام سے آگے گزر گیا مہ نو
کمال کس کو میسر ہوا ہے بے تگ و دو

کوئی دیکھے تو میری نے نوازی۔ ایک دہا گزر گیا۔ رسالہ ہذا کے اُردو واداریوں کی چیخ و پکار تڑپ و تلملاہٹ اور آہ و زاریاں ذمہ داروں کے قلب و نظر کا سامانِ لذت بن کر رہ گئیں۔ شعبۂ اُردو ایک بے کس و بے بس یتیم بن کر رہ گیا ہے۔ میری نے نوائی پریشان ہے تو کاروبار آشنائی پریشان تر ہو رہی ہے مگر کام بنتا نظر نہیں آ رہا ہے۔

ہے یاد مجھے نکتۂ سلمان خوش آہنگ
دنیا نہیں مردانِ جفاکش کے لئے تنگ

ڈاکٹر سید [illegible]

ڈاکٹر سید قدرت اللہ
صدر شعبۂ اردو ۔ فاروق کالج

پھول بن ایک ادبی شہ پارہ

پھول بن گیارھویں صدی ہجری کے ایک قدیم اردو شاعر ابن نشاطی کا ادبی شہ پارہ ہے جو روز آفرینش سے اب تک ایک سدا بہار پھول بن کی طرح اردو والوں کے دل و دماغ مہکا رہا ہے۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ کے دور میں اس کی داغ بیل ڈالی گئی۔ اس دور سے اب تک اس کی فنی و ادبی لہک و مہک میں کسی قسم کی بھی کمی محسوس نہ ہو سکی۔ اس پھول بن کا بانی اپنی فنی صلاحیتوں سے کام لے کر اس کے رنگ و ترنگ کو جاوداں بنایا ہے۔ پھول بن ابن نشاطی کا سرمایۂ حیات ہے۔ اس کی زندگی کی تصویر ہے۔ اس کے دور کا تہذیبی عکس ہے۔ اور اپنے زمانہ کی ادبی دستاویز ہے۔ گو یہ فارسی مثنوی کا ترجمہ ہے مگر شاعر نے فن انشا پردازی کے زور سے اس میں اصلیت پیدا کر دی ہے۔ ترجمہ کا احساس ہونے نہیں دیتا۔ فنی خوبیوں کے پیش نظر یہ مثنوی اپنے دور کی بہترین مثنویوں میں شمار کی جاتی ہے۔ صوری اور معنوی اعتبار سے اس میں بے ساختگی اور واقعیت دکھائی دیتی ہے۔ قصہ کی ساخت، کردار نگاری، محاکات نویسی اور انداز بیان اور سلاست زبان میں فنی تناسب ہے۔ پھول بن کا مطالعہ گل گشت سا لگتا ہے۔

پلاٹ ۔ طربیہ قصہ در قصہ ہے جس کا مقصد مسرت زائی ہے۔ قصوں کی ظاہری دلچسپی کی تہہ میں کوئی نہ کوئی معنویت ضرور پائی جاتی ہے جس کا انکشاف اختتام قصہ کے بعد ہوتا ہے۔ قصوں کے درمیان جابجا نصیحتیں پائی جاتی ہیں کیونکہ قصہ نگاری کا مطمح نظر ہی اخلاقیات ہے۔ پھول بن کا اصل قصہ کنچن پٹن کے بادشاہ کا ہے۔ کنچن پٹن ایک سنہرا شہر ہے جس کے درخت پودے پہاڑ، ندیاں، عمارتیں اور راستے سب قیمتی دھات کے تیار کردہ ہیں۔ بادشاہ خواب میں ایک خدا ترس درویش کو دیکھتا ہے۔ صبح ان صفات سے متصف درویش کی تلاش میں اپنا خادم روانہ کرتا ہے۔ اس زاہد سے قصہ گوئی کا کام لیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں کشمیری باغ کے گل و بلبل کی داستان عشق، ختن کے سوداگر کے بیٹے اور گجرات کے عابد کی عشقیہ کہانی ہے کے ساتھ اور ہمایوں فال کا معاشقہ بھی پایا جاتا ہے۔ یہ سب قصہ سنا کر زاہد درویش بادشاہ سے انعام پاتا ہے۔ پھول بن میں تین بسیط قصوں کے علاوہ تین تعارفی قصے بھی ملتے ہیں۔ قصے اس قدر طویل بھی نہیں کہ قاری اکتا جائے، اور اس قدر مختصر بھی نہیں کہ تشنگی باقی رہے۔ اگرچہ یہ قصہ فوق الفطرت ہے اور انوکھا ہے مگر اس کی دلچسپی سے

صداقت کا وجود ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ عشقیہ مثنوی ہے اس میں رزم کی ہنگامہ آرائیاں بھی ہیں اور بزم کی رنگینیاں بھی۔ صوفیوں کے حلقہ کی سیر بھی ہے اور شکارگاہوں کی تفریح بھی۔ ابنِ نشاطی اپنے اس گرانمایہ کارنامہ پر مغرور نہیں ہے خود نمائی اور تعلّی سے اس کو نفرت ہے چنانچہ کہتا ہے۔

ے

رتن اپنی صفت کے نت نکو رول ؛ ہنر کچھ شعر کا سمجھا ہے تتوں بول
نہ کر ابنِ نشاطی خود نمائی ؛ سٹے ہیں یاں ہماریاں سب ہمائی
بزرگی کیا سب یوں چپکے لینا ؛ کہ سن کر دیو ینگے ہر کو مہیتا

شاعر اپنی انکساری اور کسرِ نفسی کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے۔ ے

توں کسریٰ نئیں جو ہے تیری عدالت ؛ نوں حاتم نیں جو رہے تیری سخاوت
نہیں ہے توں وہ ابراہیم ادھم ؛ کہیں گے زہد میں تج کیوں مقدم

درحقیقت پھول بن ایک فارسی کتاب کا ترجمہ ہے مگر یہ بات واضح ہے کہ اس قصہ کا ماحول اصل قصہ کے ماحول کی ترجمانی نہیں کرتا ہے بلکہ قطب شاہی دور کی عکاسی ہو رہی ہے۔ قطب شاہی دربار کی چہل پہل، عمارتوں کی ساخت، کردار کی نفسیاتی کیفیات اور جذبات سے مرقع ابنِ نشاطی کے عہد کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔

اہم کردار

ختن کے سوداگر کا بیٹا اور گجرات کے عابد کی بیٹی ــــ جوگیوں کا معتقد بادشاہ سراندیپ ایک نیک کردار ہے جس کی پاکدامنی اور عفت پوری تابانی کے ساتھ نمایاں ہے۔ جوگیوں کے بادشاہ کا ایک وزیر بھی ہے جسے بدکردار کہا جا سکتا ہے جس کی بدمعاشی اور بداخلاقی اس کے اپنے افعال سے واضح ہو رہی ہے۔ مصر کا شہزادہ ہمایوں ملکِ عجم کی خوبصورت لڑکی سمن بر کے علاوہ ملک سندھ کا ایک نا عاقبت اندیش بادشاہ اور اس کا مکار وزیر بھی اس قصہ کے کردار ہیں۔ سمن بر ایک زندہ کردار ہے جو حیا اور وفا کا پیکر بنی قصہ میں جان ڈال دیتی ہے۔ پھول بن میں کردار کا تعارف کرانے کی بجائے اس کی حرکات سے سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ قصوں کی تسلسل اور کردار کے ارتقاء کے ساتھ پھول بن میں دلچسپ محاکات، نفیس جذباتی مرقعہ اور جزئیات نگاری کی حسین عکاسی وغیرہ بھی پائی جاتی ہے جس سے قاری کا ذہن منتقل نہیں ہو پاتا اور قاری پر ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ہمہ تن قصہ میں کھو جاتا ہے۔

اسلوب

پھول بن کے اسلوب میں انفرادیت ہے۔ ہر جگہ شعری نکات اور سلاست اور روانی بے انتہا دکھائی دیتی ہے۔ مثنوی صوری و معنوی اعتبار سے بھری ہوئی ہے جس سے تاثیراتی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ مثنوی عام طور پر بیانیہ شاعری میں شمار ہوتی ہے مگر اس مثنوی میں غزل کی غنائیت و دلکشی پیدا کی گئی

گئی ہے۔ ابنِ نشاطی کی علمیت اور قوتِ انشا پردازی کو واضح کرنے کے لئے اس قدر کہہ دینا کافی ہوگا کہ انہوں نے اپنی مثنوی میں انتالیس صنعتیں استعمال کی ہیں۔ اشتقاق، تاکید، تجاہل، تجنیس، ترصیع، تکرار، طیع طباق، مراعات النظیر، لف ونشر کے علاوہ محاورے اور کہاوتیں اس طرح جوڑ دئے گئے ہیں کہ یہ صنائع و بدائع کا بھی پھول بن معلوم ہوتا ہے۔ لفظی و معنوی محاسن سے اپنی انشائیہ نگاری کی قوت کا مظاہرہ کیا ہے۔ چنانچہ شاعر خود کہتا ہے۔ ؎

لینے انشاء پو ہیرا مبل دائم ؛ طبیعت کو تیری ہے حظ ملائم
ری ہے نظم میں انشا کے دھاناں ؛ اہے انشا کے دھاناں ہور باناں
غزل کا مرتبہ گرچہ اول ہے ؛ ولے ہر بیت میرا ایک غزل ہے
جو کوئی صنعت سمجھتا ہے سو گیانی ؛ وہی سمجھے میری یو نکتہ دانی
دکھایا میں ہنر کر سب کو ہلکا ؛ صفت لیتا ہوں شصت و شش محل کا

پھول بن کی ہیئت اور معنوی خوبیوں کے پیشِ نظر کہا جا سکتا ہے کہ یہ مثنوی دکنی زبان کا ایک سدا بہار ادبی گلستان ہے جس کی نکہت آفرینی اور عطر بیزی پیچار صدیاں گزرنے کے باوجود کسی قسم کا نقص نہیں آپایا جسے ابنِ نشاطی نے صرف تین ماہ میں تیار کیا تھا۔

ہزاروں شکر میرے ذوق کا کام ؛ ہنر مندی سوں پایا خوب اتمام
یو پھول بن تین مہینے لگ لگایا ؛ پنم کا چاند ہو پورا تو آیا
مشقت سوں بہت دل لہو ہوا پر ؛ کنک دل کو دسیا یوں مشک ہوکر

رُباعیاتِ اقبال

ظلام بحر میں کھو کر سنبھل جا
تڑپ جا پیچ کھاکر بدل جا
نہیں ساحل تری قسمت میں اے موج
اُبھر کر جس طرف چاہے نکل جا

پریشاں کاروبارِ آشنائی
پریشاں تر مری رنگیں نوائی
کبھی میں ڈھونڈتا ہوں لذتِ وصل
خوش آتا ہے کبھی سوزِ جدائی